

اسلامی قانون میں تصور اجتہاد: مفہیم و اصطلاحات کا توضیحی مطالعہ

Islamic Jurisprudence: A Lexical Exploration of the Notions and Nuances of Ijtihad

☆ دانش جاوید: ایم فل سکالر نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس یونیورسٹی لاہور

☆☆ محمد شکیل بشیر: ایم فل سکالر نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس یونیورسٹی لاہور

☆☆☆ محمد نوید منیر: ایم فل سکالر نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس یونیورسٹی لاہور

Abstract

In the terminology of jurisprudence, "doing one's best to obtain the dominant opinion about something from the rulings of the Shari'ah in such a way that it is not possible to consider it further is called ijthihad" as if any effort which is about non-specific issues. It is done to find a Shariah solution, ijthihad. And if such an effort is collective, that is, it is under a government or non-government organization, it is called collective ijthihad. Today, along with the development of science and technology, the scope of every knowledge has become so wide that it has become impossible for a mujtahid and faqih to develop expertise in every field of knowledge, let alone cover its beginnings. Moreover, there will be many scholars who have access to various sciences and arts related to jurisprudence (religion), but the knowledge of collective and human sciences and issues related to jurisprudence (the world) is almost non-existent among scholars. The problems we face cover all areas of individual and collective life. It is almost impossible for a scholar alone to understand these diverse problems in the true sense and provide their solution in the light of Sharia. Therefore, today it is felt necessary. Instead of the individual ijthihad efforts of scholars, the work of ijthihad should be promoted at the collective level.

Keywords: Ijthihad, Collective Ijthihad, Jurisprudence, Shariah rulings, Comprehensive problem-solving.

تعارف

اصطلاح فقہاء میں احکام شرعیہ میں سے کسی چیز کے بارے میں ظن غالب کو حاصل کرنے کے لئے اس طرح پوری پوری کوشش کرنا کہ اس پر اس سے زیادہ غور و خوض ممکن نہ ہو اجتہاد کہلاتا ہے، گویا کہ ہر ایسی کوشش جو کہ غیر منصوص مسائل کا شرعی حل معلوم کرنے کے لئے کی جاتی ہے، اجتہاد ہے۔ اور اگر ایسی کوشش اجتماعی ہو یعنی وہ کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کے تحت ہو تو اجتماعی اجتہاد کہلاتی ہے۔ آج سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہر علم کا دائرہ اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ ایک مجتہد اور فقیہ کے لئے ہر ایک شعبہ علم میں مہارت پیدا کرنا تو دور کی بات، اس کے مبتدیات کا احاطہ کرنا بھی ناممکن ہو گیا ہے، مزید برآں فقہ الاحکام (دین) سے متعلق مختلف علوم و فنون پر دسترس رکھنے والے علماء تو بہت مل جائیں گے لیکن فقہ

الواقعہ (دنیا) سے تعلق رکھنے والے اجتماعی اور انسانی علوم و مسائل کی واقفیت علماء میں تقریباً ناپید ہے۔ آج ایک عالم کو جن مسائل کا سامنا ہے وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں۔ ان متنوع مسائل کا صحیح معنوں میں ادراک اور شریعت کی روشنی میں ان کا حل پیش کرنا اکیلے ایک عالم کے لئے تقریباً ناممکن ہے۔ اس لیے آج اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ علماء کی انفرادی اجتہادی کاوشوں کے بجائے اجتماعی سطح پر اجتہاد کے کام کو فروغ دیا جائے۔

لفظ اجتہاد کا مادہ "جھ و" ہے۔ اس کا لغوی معنی کتب معاجم میں یوں بیان ہوا ہے:

1. جہد: (باب فتح لفتح) سے ہے جس کا معنی ہے کسی کام یا معاملے میں اپنی جانب سے بھرپور کوشش کرنا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: جہد فی الامر اس نے کام میں کوشش کی۔ اسی طرح یوں بھی کہا جاتا ہے: جہد فلانا یعنی بلغ مشقته یعنی فلاں شخص نے اپنی مکمل محنت کی۔ اس کو یوں بھی بیان کیا جاتا ہے: جہد المرء او التعب الحب یعنی بیماری، محبت یا تھکاؤ نے اس شخص کو کمزور کر دیا۔ اس کا ایک معنی ہے: جہد اللبن ای مزجہ بلماء و اخراج زبدہ کلہ کہ اس نے دودھ میں خوب محنت کر کے اس میں پانی ملا کر اس کا سارا مکھن نکال لیا۔⁽¹⁾

2. جہد: مکمل کوشش، نغمگین اور کمزور ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: جہد الرجل اذا هزل یعنی آدمی نے اتنی کوشش کی کہ وہ دبلا ہو گیا۔ امام سیبویہ اس کو اس معنی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں کہ اس نے حتی المقدور اپنی کوشش کی۔

3. جہد: (باب سمع یسمع)۔ مشکل ہونا، تنگ ہونا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: جہد العیش زندگی گزارنا مشکل ہو گیا۔⁽²⁾

4. اجہد: (باب افعال) ظاہر کرنا، محتاط ہونا، زیادہ ہونا۔ باب افعال سے استعمال کی صورت میں ان معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: اجہد فیہ الشیب اس میں بڑھاپے کے آثار خوب ظاہر ہو گئے۔ اجہد لہ الطریق والحق اس پر حق اور راستہ خوب ظاہر و باہر ہو گیا۔ اجہد فلان فی الامر فلاں نے اس معاملہ میں احتیاط سے کام لیا۔ اجہد علی ان یفعل کذا کسی نے اس کو ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ اجہد العدو علیہ دشمن نے اس پر اپنی پوری کوشش کی۔

5. الجہد: مشقت اٹھانا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: الجہد ما جہد الانسان من مرض او امر شاق فهو مجهود یعنی "جہد" یہ ہے کہ جو انسان کسی بیماری یا کسی کام پر مشقت اٹھاتا ہے ایسے شخص کو "مجهود" کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک معنی مبالغہ اور انتہاء کا بھی ہے: جیسا کہ معروف نحوی الازہری کہتے ہیں: "الجهد بلوغک غایة الامر الذي لا تالو علی الجهد جهد" یہ ہے کہ تو کسی معاملہ کی انتہاء تک پہنچ جائے۔ یا کہا جاتا ہے: "جهدت جهدی و اجتهدت لابی و نفسی حتی بلغت مجهودی" یعنی میں نے اتنی کوشش کی (یعنی مشقت اٹھائی) کہ مجھے میرا مقصود مل گیا۔ "اصلاح المنطق" کے مصنف ابن

سکیت اور نحوی الفرا بھیاس کے معنی (الغایة) مبالغہ اور انتہا مراد لیتے ہیں۔ اسی طرح جس شخص کو مشقت پہنچی ہو اس کو "الجهد ان" کہتے ہیں۔⁽³⁾

6. الجهد: طاقت۔ شیر کو بھی کہتے ہیں استطاعت و وسعت۔ الجهد: الشی القلیل یعیش به المول علی جھیر ئی۔ یعنی وہ قلیل شے جس پر تنگ دست آدمی گزارہ کر لیتا ہے امام فراء اور الازھری کے نزدیک اس کے معنی طاقت اور استطاعت ہی کے ہیں۔⁽⁴⁾

7. الجاهد: (اسم فاعل) کہا جاتا ہے جہد جاہد جس کا مطلب مبالغہ کرنا ہے۔ اسی طرح کہتے ہیں شعر شاعر (بہت گہرا شعر) لیل لائل (کالی گھپ رات)۔ اجتہد تجاھد و الاجتہاد (باب افتعال) اس کے معنی بذل ما فی وسعہ یعنی استطاعت اور مقدور بھر پوری کوشش کرنا۔ تجاھد و اجتہد فی الامر کسی امر میں کوشش کرنا اور اپنی پورتی طاقت خرچ کر دینا۔ اسی طرح کسی معاملے میں غور کرنے کیلئے کہتے ہیں: استجهد فی الامر تو گویا "تحمل الجهد" یعنی مشکل اور محنت طرطلب کام کیلئے مشقت برداشت کرنا اجتہاد ہے۔⁽⁵⁾

8. اسی طرح انگریزی زبان میں اجتہاد کا ہم معنی لفظ Diligence ہے جس کے معنی persistent effort (جان فشانی، انتہائی کوشش) کے ہیں۔⁽⁶⁾

ان تمام معانی میں خواہ وہ عربی زبان سے ماخوذ ہوں یا انگریزی زبان سے سب کا ماحاصل یہ ہے کہ اجتہاد نام ہے کوشش اور مسلسل محنت کر کے کسی چیز کو حاصل کرنے کا۔

اجتہاد کا لغوی مفہوم

لفظ اجتہاد کی مختلف علماء و فقہاء کی طرف سے کی جانے والی تعریفات درج ذیل ہیں: علامہ ابن منظور افریقی کے نزدیک اس کی تعریف ہے بذل الوسع والمجھود فی طلب الامر⁽⁷⁾ کسی چیز کی تلاش میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا اور کوشش کرنا۔ محمد علی تھانوی لکھتے ہیں: "استفراغ الوسع فی تحصیل أمر من الأمور مستلزم للکلفة والمشقة ولهذا یقال اجتہد فی حمل الحجر ولا یقال اجتہد فی حمل الخردلة"⁽⁸⁾ کسی قابل مشقت و کلفت کام کے انجام دینے میں مقدور بھر کوشش کرنا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے پتھر اٹھانے میں جدوجہد کی، یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے رائی کا دانہ اٹھانے میں جدوجہد کی۔ الجرجانی رقمطراز ہیں: "بذل المجھود فی طلب المقصود من جهة الاستدلال"⁽⁹⁾ یعنی کسی مقصد کو پانے کیلئے استدلال کے پہلو سے اپنی تمام کوشش صرف کر دینا۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں: "الاجتہاد اخذ النفس ببذل الطاقة وتحمل المشقة"⁽¹⁰⁾ اجتہاد کے معنی کسی کام پر پوری طاقت صرف کرنے اور اس میں انتہائی مشقت اٹھانے پر طبعیت کو مجبور کرنا کے ہیں۔

اجتہاد کا فقہی و اصطلاحی مفہوم

لماء و ماہرین اصول فقہ نے اجتہاد کی فقہی و اصطلاحی تعریف میں جو مختلف پیرائے اختیار کیے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) المعجم الوسيط کے مصنفین لکھتے ہیں: "يقال الاجتهاد في الاصطلاح الفقهي : استفراغ الفقيه الوسع ليحصل له ظن بحكم شرعي"⁽¹¹⁾ فقہی اصطلاح میں اجتہاد کہتے ہیں کہ فقہیہ اپنے قانونی حکم کے بارے میں سوچنے کے لیے وسعت کو خالی کرتا ہے۔ (2) علامہ ابن منظور افریقی رقمطراز ہیں: "المراد رد القضية التي تعرض للحاكم من طريق القياس الى : الكتاب والسنة ولم يرد الرأي الذي راه من قبل نفسه من غير حمل على كتاب أو سنة"⁽¹²⁾: مراد یہ ہے کہ حاکم کے سامنے اس مقدمے کا حوالہ دیا جائے جو کہ کتاب و سنت سے مشابہت کے ساتھ پیش کیا گیا تھا اور اس نے اپنی طرف سے جو رائے دیکھی تھی اسے کتاب و سنت کا حوالہ دیے بغیر واپس نہیں کیا تھا۔ (3) امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجتہد کا شرعی احکام کے علم کی تلاش میں اپنی کوشش کرنا اجتہاد ہے۔⁽¹³⁾ (4) علامہ آمدنی کے نزدیک اجتہاد شرعی احکام میں کسی علم سے متعلق غالب گمان کے حصول میں ایسی طاقت صرف کرنے کے ساتھ مخصوص ہے کہ بندہ اس میں مزید طاقت صرف کرنے سے عاجز ہے۔⁽¹⁴⁾ (5) علامہ تفتازانی شافعی کسی شرعی حکم کے بارے میں غالب گمان کے حصول میں فقہیہ کا اپنی طاقت صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔⁽¹⁵⁾ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقمطراز ہیں: "استفراغ الجهد في ادراك الأحكام الشرعية الفرعية عن ادلتها التفصيلية الراجعة كليتها في اربعة اقسام الكتاب والسنة والاجماع والقياس۔"⁽¹⁶⁾ یعنی احکام شرعیہ معلوم کرنے کیلئے پوری محنت اور جدوجہد صرف کرنا۔ معلومات تفصیلی دلائل سے حاصل ہوتی ہیں جن کا مرجع کتاب و سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔

کوشش و جدوجہد کا درجہ

سابقہ سطور میں جیسا کہ اجتہاد کے لغوی و اصطلاحی مفہوم سے واضح ہے "اجتہاد کیلئے ضروری ہے کہ اس میں اپنی حد تک انتہائی کوشش اور طاقت صرف کی جائے اور کسی نے مسئلہ کا شرعی علم معلوم کرنے میں اتنی زیادہ کوشش کی جائے کہ یہ غالب گمان حاصل ہو جائے کہ نئے مسئلہ کا جو علم اخذ کیا گیا ہے وہی شریعت کا مقصد و منشا ہے۔ اگر کوشش اور طاقت کے استعمال میں مجتہد کی طرف سے کوئی کمی رہ گئی تو میراجتنا نہیں ہوگا۔ اس سلسلہ میں امام غزالی فرماتے ہیں: "هو استفراغ القوة النظرية حتى يحس الناظر من نفسه عن مزيد طلب"⁽¹⁷⁾ بندہ شرعی احکام کے علم کی طلب میں اس حد تک کوشش کرے کہ خود اس کو پلیوں ہو کہ اس سے زیادہ کوشش کرنے سے وہ عاجز ہے۔⁽¹⁸⁾ اسی بات کو پہلے علامہ آمدنی کے حوالے سے بھی نقل کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح تفتازانی بھی فرماتے ہیں کہ: "بذل تمام الطاقة بحيث يحس من نفسه العجز عن المزيد"⁽¹⁹⁾ لیکن اپنی طاقت بھر اس انداز سے محنت کرنا کہ اس سے زیادہ میں اپنے آپ کو مجبور اور بے بس محسوس کرے۔

اجتہاد کی اقسام

اجتہاد کی اقسام یا اس کی تقسیم کے حوالے سے بحث کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

1- اجتہاد کی اقسام مناظ علم کے لحاظ سے

مناظ کے معنی مدار ہیں جس سے مراد علت ہے۔ یہ تقسیم مناظ علم، یعنی اس علت کے اعتبار سے کی گئی ہے جس پر حکم شرعی کا دار و مدار ہوتا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں: "مناظ الحکم أي ما أضاف الشرع الحکم الیہ وناظہ بہ ونصبہ علامۃ علیہ"

(20) چنانچہ اجتہاد کی مناظ حکم کے اعتبار سے مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں: (1) تحقیق مناظ (2) تنقیح مناظ (3) تخریج مناظ

(1) تحقیق مناظ: تحقیق مناظ حکم یا تعبیر و انطیاق حکم سے مراد کسی حکم شرعی کو صحیح طور پر سمجھنا اور درپیش مسائل پر اس کے انطیاق کیلئے اجتہاد کرنا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے حکم اور علت حکم۔ دونوں منصوص ہوں لیکن اس حکم کو مسائل حاضرہ منطبق کرنے اور اس کی جزئی تفصیلات طے کرنے کیلئے بحث و تحقیق اور اجتہاد کی ضرورت پڑتی ہو یعنی حکم کے محل اور مصداق کے تعین کیلئے اجتہاد کرنا پڑے گا۔ اس قسم کے جواز پر امت کا کوئی اختلاف نہیں۔ اس کی اصطلاحی تعریف یوں کی جاتی ہے: "أن

یقع الاتفاق علی علة وصف بنص او اجماع فیجتهد الناظر فی صورة النزاع التي خفی فیہا وجود العلة" (21) نص یا اجتماع سے جو علت متفقہ طور پر متعین ہو چکی ہو اس کو اجتہاد سے نئے زیر بحث مسئلہ (جس میں علت مخفی ہے) میں ثابت کرنا۔

علامہ شاطبی کی تعریف زیادہ وسیع ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "معناه ان ینتہد الحکم بمدکرہ الشرعی لکن ببقی النظر فی تعیین محلہ" (22) اس کے معنی یہ ہیں کہ حکم اپنی جگہ شرعی طور پر ثابت ہو لیکن اس کے کل کے تعین میں غور و فکر کا کام باقی رہے۔ تحقیق مناظ کی ایک شکل یہ ہے کہ حکم موجود ہے، اس کی علت متعین ہے اور اجتہاد کے ذریعہ اس کو نئے مسئلہ میں جاری

کرنا تاکہ وہی حکم نئے مسئلہ کا بھی ہو۔ مثلاً چور کی سزا مقرر ہے۔ اس کی علت سرقہ (چوری) ہے۔ یہ متفقہ طور پر ثابت ہے نیا مسئلہ نیاں، یعنی کفن چور کا درپیش ہے تو غور و فکر کے ذریعہ ثابت کرنا کہ اس کو سارق کے زمرہ میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حکم و علت سب کچھ موجود لیکن اس کے نفاذ کے لیے موقع و محل کی تعیین کا کام باقی ہے کہ یہ موقع و محل اس حکم کے نفاذ کا متحمل ہے یا نہیں۔ حضرت عمر کے اولیات یا حالات و زمانہ کی رعایت والے بہت سے احکامات اس کے

تحت آتے ہیں۔ اسی طرح مشکا نصوص سے یہ حکم تو ثابت ہے کہ گواہ کا عادل اور دیانتدار ہونا ضروری ہے اور عادل ہونے کی شرائط بھی نصوص سے بیان کر دی گئی لیکن موقع و محل کی مناسبت سے اس بات کا تعین کرنا کہ کونسا گواہ عادل اور دیانتدار ہے

اور کونسا نہیں ہے؟ اس کا فیصلہ قاضی کے اجتہاد اور تزکیۃ الشہود کے ذریعہ کیا جائے گا۔ اسی طرح کے کام باقی رہتے ہیں جن کی ہر دور اور محل میں ضرورت رہتی ہے۔ (23)

(2) تنقیح مناط: تنقیح کے معنی لغت میں صاف ستھرا کرنا اور جدا کرنا کے ہیں۔ کلام مشق اس وقت بولا جاتا ہے جب کلام زوائد سے پاک و صاف ہو۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے: "الحاق الفرع بالاصل یا لغاء الفارق یا ن یقال لافرق بین الاصل والفرع الأکذا وذلک لا مدخل له فی الحکم البتہ فیلزم اشتراکهما فی الحکم لاشتراکهما فی الموجب له (24) فرق کرنے والے کو لغو قرار دے کر اصل کے ساتھ فرع کو ملا دینا، اس طرح کہ اصل اور فرع کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ مگر اس قدر کو حکم میں کوئی دخل نہیں ہے جب اصل شے میں دونوں شریک ہیں تو حکم میں بھی شریک ہونگے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حکم اور علت دونوں منصوص تو ہوں لیکن علت کے ساتھ اور بھی ایسے اوصاف ملے ہوئے ہوں جن کے متعلق مدار حکم ہونے کا شبہ پیدا ہو سکتا ہو، ایسی صورت میں مجتہد کو اپنی اجتہادی بصیرت سے کام لے کر اصل علت اور مناط کو باقی ممکنہ عمل سے ممیز و سطح کرنا پڑتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ اجتہاد و استنباط علت کیلئے نہیں بلکہ تنقیح و تشخیص علت کے لیے کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک اعرابی نے رمضان میں قصد اپنی بیوی سے جماع کر کے حضور صلی علیہ وسلم کے سامنے خود اقرار کر لیا تو آپ نے اسے کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعے میں حکم یعنی کفارہ دینا منصوص ہے مگر علت حکم کے لیے کئی اوصاف سامنے ہیں۔ مثلاً اعرابی ہونا، جماع کرنا، خاص اپنی بیوی سے جماع کرنا، رمضان کے روزے میں کرنا، قصد کرنا۔ مجتہد ان سب میں غور و فکر کر کے پہلے ہی دیکھتا ہے کہ کونسا وصف حکم کا مدار یعنی علت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور کون سا نہیں رکھتا۔ پھر دلائل کے ذریعہ دونوں میں امتیاز قائم کرتا ہے اور جس میں علت کی صلاحیت رکھتا ہے اس کو واضح اور منقح کرتا ہے۔ چنانچہ تنقیح مناط کے ذریعہ مذکورہ صورت میں حنفیہ کے نزدیک عدا روزہ توڑنا حکم کی علت قرار دی گئی ہے۔ اعرابی ہونا اور اپنی منکوحہ بیوی سے جماع کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ صرف قصد آرمضان کے فرض روزے کو توڑنا جرم ہے جس کی سزا کفارہ واجب ہے۔ تو یوں عند الحنفیہ حکم شرعی یہ ہے کہ جو بھی رمضان میں روزے کو عدا توڑے اس پر کفارہ واجب ہے، خواہ عربی ہو یا عجمی، عورت ہو یا مرد، دیہاتی ہو یا شہری، جماع سے توڑے یا کھانے پینے سے لیکن امام شافعی کے نزدیک جماع ہی اصل علت ہے۔ اس لیے کہ رمضان کے روزے کو جماع کے ذریعہ توڑنا سنگین جرم ہے، اس لیے سزا بھی سنگین مقرر کر دی گئی ہے۔ لیکن غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔ کھانے پینے کے ذریعہ روزہ توڑنا جرم تو ہے مگر جماع کے مقابلے میں خفیف جرم ہے، اس لیے اس کے لیے کفارہ سخت سزا مقرر نہیں کی گئی۔ یعنی شافعیہ کی تنقیح و تشخیص یہ ہے کہ جماع اصل علت ہے اور حنفیہ کی تنقیح و تشخیص یہ ہے کہ افطار عدا اصل علت ہے۔ امام ابو حنیفہ کفارہ میں بھی اس اجتہاد کے قائل ہیں اور اس اجتہاد کے اکثر منکرین قیاس بھی قائل ہیں۔ (25)

(3) تخریج مناط: تخریج مناط کا مطلب استنباط علت یعنی علت نکالنا ہے۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے: "استخراج علة معينة للحکم ببعض الطرق المقدمة" مقررہ طریقوں کے ذریعہ سے حکم کی متعین علت نکالنا۔ تخریج میں اس وصف کو دلائل کے ذریعہ مستنبط کیا جاتا ہے جو علت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حکم تو نصوص یا اجماع سے ثابت اور معلوم

ہو لیکن اس کی علت منصوص نہ ہو۔ اس صورت میں مجتہد نص کے اشارات اور دیگر امارات و علامات کی روشنی میں علت کا استنباط و استخراج کرے گا اور جہاں بھی یہ علت موجود ہو وہاں پر نص کے حکم کو منطبق کرے گا۔ مثلاً حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر فروخت کرنے کی اجازت ہے۔ کسی بیشی کی اجازت نہیں اور نہ ادھار کی۔ اڈ کیونکہ اسی کو ربو الفضل کہتے ہیں جس کے متعلق حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے مگر ربو کی تفصیلات ہم کو معلوم نہ ہو سکیں۔ لہذا تم ربو کو بھی چھوڑ دو اور ربیبہ یعنی شہر ربو کو بھی چھوڑ دو۔ جس ربو کا ذکر قرآن حکیم میں ہے وہ ربو النسیئہ ہے جس کی تفصیلات تو معلوم ہیں۔ اس حدیث میں حکم کی علت مذکور نہیں ہے بلکہ مجتہدین کے اجتہاد سے مستنبط ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی علت قدر و جنس ہے۔ یعنی عوضین ایسی چیزوں میں سے ہوں جن کی خرید و فروخت پیمانے یا تولنے سے ہوتی ہو اور دونوں ایک جنس ہوں۔ یہ علت چاول اور دالوں اور مختلف قسم کے روغنیاں میں بھی موجود ہے۔ لہذا ان میں بھی برابری کی شرط ہے۔ البتہ مذکورہ چھ چیزوں میں حرمت قطعی ہے اور دیگر اجناس میں حرمت فلتنی ہے، اس لیے کہ جسعت کی بناء پر دوسری چیزوں میں حرمت ثابت ہوتی ہے وہ اجتہادی و استنباطی علت ہے منصوص علت نہیں اور اجتہادی حکم ظنی ہوتا ہے جبکہ اس پر اجماع منعقد نہ ہو اور اسی طرح شراب نوشی کی حد کے تقریر میں حد قذف پر قیاس کرتے ہوئے حضرت علی نے شرب خمر میں مست ہو کر بیہودہ باتوں کے کرنے اور بہتان باندھنے کی علت کے اشتراک کی بنیاد پر اسی (80) کوڑے قرار دیا جس کو حضرت عمر نے نافذ کر دیا اور پھر اسی پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ چنانچہ حد شراب نوشی کی علت قطعی درجہ کی قرار دی جائے گی۔ اجتہاد کی اس قسم کو اجتہاد قیاسی "کہا جاتا ہے جس کے لیے غیر معمولی صلاحیت و قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس قسم میں عدت کو مستنبط بھی کرنا پڑتا ہے اور اس کا انطباق بھی اور غیر منصوص مسائل کو اس پر قیاس بھی کرنا پڑتا ہے اس لیے یہ ایک مشکل ترین کام ہے۔" (26)

2- اقسام اجتہاد بلحاظ توضیح، استنباط اور استصلاح

اجتہاد کی ان اقسام کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) توضیحی اجتہاد: اس اجتہاد میں قرآن حکیم اور سنت رسول ﷺ کے نام کی وضاحت و تشریح سے مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ جس میں متعلقہ آیت و حدیث کے معنی و مفہوم کو متعین کیا جاتا ہے۔ چنانچہ الفاظ، معانی اور موقع و محل تینوں پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جس طرح حضرت عمر نے عراق و شام کی مفتوح زمینوں کے فیصلے میں سورۃ الحشر کی آیات "للفقراء المهاجرین الذین.... الخ" (سورہ حشر: 8) کی روشنی میں اجتہاد کر کے سورۃ انفال کی آیت "واعلموا انما غنمتم... الخ" (الانفال: 1) جو کہ مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں تھی، کی توضیح فرمائی جس سے لوگوں کو آیت غنیمت کا

موقع و محل متعین کرنے میں سہولت ہوئی۔ چنانچہ تمام صحابہ کرام نے حضرت عمر کے اجتہاد سے اتفاق کیا اور طے پایا کہ عراق و شام کی اراضی اسلامی لشکر کے فوجیوں میں تقسیم نہ ہو بلکہ وہاں کے اصل باشندوں کے پاس ہی رہنے دی جائے تاکہ اللہ و رسول، مہاجرین و انصار اور اسلامی حکومت و بعد کے تمام لوگوں کو بھی اس سے فائدہ دیا جاسکے۔⁽²⁷⁾

(۲) استنباطی اجتہاد: اجتہاد کی اس شکل میں مزید غور و فکر کر کے علت تلاش کی جاتی ہے، اور پھر اس علت کی بنیاد پر مسئلہ کا حل ڈھونڈا جاتا ہے۔ مثلاً جس طرح حضرت ابو بکر صدیق نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا فیصلہ سورۃ توبہ کی آیت فَاِنْ تَابُوا وَ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ آتَوْا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيْلَهُمْ⁽²⁸⁾ ترجمہ: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ اور حدیث مبارکہ "الاخیر فی دین لیس فیہ رکوع"⁽²⁹⁾ کی بنیاد پر اجتہاد کر کے استنباط علت کیا۔ نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرنا آپ کے نزدیک موجب قال تھا۔ چنانچہ یہاں ترک صلوة کے مطالبہ پر قتال کے وجوب کی علت اسلام ایک رکن نماز سے دستبرداری کا مطالبہ ہے۔ یہ علت جس طرح ترک نماز میں پائی جاتی ہے اسی طرح زکوٰۃ، روزہ اور حج کے ترک کرنے میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہذا جس طرح ترک صلوة کے مطالبہ پر وجوب قتال کا حکم نافذ ہو گا اسی طرح زکوٰۃ، روزہ اور حج ترک کرنے پر بھی وہی حکم نافذ ہو گا۔

(۳) استصلاحي اجتہاد: یہ اجتہاد کی وہ قسم ہے جس میں شریعت اسلامی کی روح اور انسانوں کی مصلحت کو بنیاد بنا کر پیدا شدہ مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔ جس طرح حضرت عمر نے مصلحت عامہ کی خاطر مدینہ کے قریب واقع اہل مدینہ کی ملکیت چراگاہ کو بلا معاوضہ سرکاری تحویل میں لے لیا تھا۔ حالانکہ اہل مدینہ مسلمان تھے اور ریاست کو عمومی طور پر ان کے اموال میں دست اندازی کی اجازت نہیں ہونی چاہیے تھی۔ جب مدینہ کے ایک بدوی نے اس واقعہ پر حضرت عمر سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ”خدا کی قسم! جانوروں والے سمجھتے ہیں کہ میں نے سرکاری چراگاہ محفوظ کر کے ان پر ظلم کیا ہے۔ یہ شہر انہی لوگوں کے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں انہی لوگوں نے اپنے ان شہروں کے لیے جانیں دیں اور اس زمین پر وہ اسلام لائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری سپردگی میں جہاد کے جانور نہ ہوتے جن پر مجاہدوں کو سوار کرتا ہوں تو میں ان کی بالشت بھر زمین بھی محفوظ نہ کرتا۔“⁽³⁰⁾

موقع محل کے اعتبار سے اقسام اجتہاد

اس کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں:

(1) اجتہاد عام: ایسا اجتہاد جو فقہ کے تمام ابواب میں اور تمام دلائل شرعیہ کے ساتھ کیا جائے۔

(2) اجتہاد خاص: اس اجتہاد کی مزید دو اقسام ہیں:

(1) ایسا اجتہاد جو فقہ کے کسی خاص باب کے بارے میں ہو مثلاً میراث کے بارے میں۔

(2) ایسا اجتہاد جو دلائل شرعیہ میں سے کسی ایک دلیل مثلاً قیاس کے ذریعہ سے کیا جائے۔

7- حکم تکلیفی کے اعتبار سے اقسام اجتہاد

اس ضمن میں پانچ اقسام ہیں:

(1) اجتہاد فرض عین: جب کسی مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے شخص سے کسی واقعہ کا حکم پوچھا جائے یا وہ شخص خود کسی ایسے مسئلہ سے دوچار ہو جائے جس کے بارے میں وہ حکم الہی نہ جانتا ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہ پایا جاتا ہو، ان دونوں حالتوں میں ایسے مجتہد پر فرض ہے کہ وہ شرعی دلائل میں غور و خوض کر کے اس مسئلہ کا حل معلوم کرنے کیلئے اپنی کوشش بروئے کار لائے۔

(2) اجتہاد فرض کفایہ: اگر مجتہدین زیادہ تعداد میں ہوں جن کی طرف شرعی مسائل احکام سے متعلق رجوع کیا جاسکے تو اس صورت میں اگر کسی ایک مجتہد نے کسی مسئلہ پر فتویٰ دے دیا تو دیگر تمام مجتہدین اس ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے اور اگر کسی نے بھی اس مسئلہ کے حکم کی تلاش میں کوشش نہ کی اور فتویٰ نہ دیا تو سب مجتہدین گناہ گار ہوں گے۔

(3) اجتہاد مباح: یہ اس کوشش کے صرف کرنے کا نام ہے جو ان حوادث کے شرعی احکام معلوم کرنے کیلئے کی جائے جو ابھی و قوع پذیر نہیں ہوئے لیکن ان کے رونما ہونے کا مستقل قریب میں امکان ہو۔

(4) اجتہاد مکروہ: ان فرضی مسائل میں اجتہاد جو عاداتاً اور عموماً قوع پذیر نہیں ہوتے۔ ایسے مسائل کی تلاش میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔

(5) اجتہاد حرام: ان مسائل میں اجتہاد کرنا جن کے حکم کے ثبوت میں قرآن و سنت کی قطعی نصوص موجود ہوں یا وہ حکم اجتماع سے ثابت ہو۔ قطعی نص یا اجماع کی موجودگی میں اجتہاد کرنا جائز نہیں۔

خلاصہ بحث

اجتہاد کے لغوی و اصطلاحی مفہوم سے واضح ہے "اجتہاد کیلئے ضروری ہے کہ اس میں اپنی حد تک انتہائی کوشش اور طاقت صرف کی جائے اور کسی نے مسئلہ کا شرعی علم معلوم کرنے میں اتنی زیادہ کوشش کی جائے کہ یہ غالب گمان حاصل ہو جائے کہ نئے مسئلہ کا جو علم اخذ کیا گیا ہے وہی شریعت کا مقصد و منشا ہے۔ اگر کوشش اور طاقت کے استعمال میں مجتہد کی طرف سے کوئی کمی رہ گئی تو میرا جتنا نہیں ہو گا۔ بندہ شرعی احکام کے علم کی طلب میں اس حد تک کوشش کرے کہ خود اس کو پیسوں ہو کہ اس سے زیادہ کوشش کرنے سے وہ اب عاجز ہے۔ لیکن اپنی طاقت بھر اس انداز سے محنت کرنا کہ اس سے زیادہ میں اپنے آپ کو مجبور اور بے بس محسوس کرے۔"



حوالہ جات

- 1- طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1420ھ)، 1:142۔
2. ابن منظور، لسان العرب (بیروت دار الکتب العلمیہ، 1414ھ)، 2:399۔
3. رازی، محمد بن عبدالقادر، مختار السیاح (بیروت: مکتبہ لبنان، 1975ء)، 116۔
4. اصفہانی، حسین بن محمد راغب، معارف القرآن (دمشق، دار القلم، 2009ء)، 199۔
5. یزدوی، علاء الدین عبدالعزیز بن احمد، کشف الاسرار العاصول البزدوی (بیروت، دار الکتب العربی)، 4:14۔
6. فیروز سنز، انگریزی سے انگریزی ڈکشنری (لاہور: نیا ایڈیشن)، 232۔
7. ابن منظور، لسان العرب، 2:399۔
8. تھانوی، محمد علی الثنوی، کشف استلحات الفنون والعلوم (بیروت: مکتبہ لبنان پبلشرز، 1996ء)، 1:198۔
9. جورجانی، علی ابن محمد سید الشریف، الترفات، (دار الفضل، 1413ھ)، 39۔
10. اصفہانی، معارف القرآن، 199۔
11. طبرانی، المعجم الاوسط، 1:192۔
12. ابن منظور، لسان العرب، 2:397۔
13. غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، المصطفیٰ من علم الاصول (ادراة القرآن والعلوم اسلام، کراچی، 1987)، 2:300۔
14. عامدی، ابو الحسن علی ابن محمد، احکام فی اصول الاحکام، (بیروت: دار الفکر)، 4:118۔
15. تفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، الطلوخ التوزج، (بیروت: دار الکتب العلمیہ)، 2:117۔
16. دہلوی، شاہ ولی اللہ، عقد الجیدی فی احکام، عدالت اجتهاد و تقلید (اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی، 2000ء)، 3۔
17. الغزالی، المصطفیٰ من علم الاصول، 1:300۔
18. عمادی، احکام فی اصول الاحکام، 4:1396۔
19. تفتازانی، التلوخ التوزج، 2:1174۔
20. الغزالی، المصطفیٰ من علم الاصول، 2:54۔
21. بھوپالوی، صدیق حسن خان، حصول المعول من علم الاصول، (اسپین: الجوائب پریس، 1296ھ)، 94۔
22. شاطبی، ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموفقات، (بیروت، دار ابن عفان، 2008ء)، 4:92۔
23. بھوپالوی، حصول المعول من علم الاصول، 94۔
24. شاطبی، الموفقات، 4:96۔
25. شارانی، عبدالوہاب بن احمد، منہاج الوصول المقاصد عالم الوصول (اردن: دار الفتح، 2013ء)، 51۔
26. مالک بن انس، موطا امام مالک، کتاب البیو، 50۔
27. مولانا، گوہر رحمان، اجتهاد یا اوصاف مجتہد (مردان: مکتبہ تفہیم القرآن، 2000ء)، 29۔

28: التوبہ: 11

29. ابو داؤد، سليمان بن اشعث، سنن أبي داؤد، كتاب الخراج، 58.59-

30. شوکانی، محمد ابن علی ابن محمد، ارشاد الفضل التحقيق الحق من علم العصول (دار الفضل، 2000ء)، 632-